شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدظلہ

علمِ حدیث کی فضیلت اور برکات

دار العلوم کے تعلیمی سال کی افتتاحی تقریب میں ۲۳ شوال دار العلوم کے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد فرید مدظلہ نے ترمذی شریف کا درس دیا اور دار العلوم کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے مفصل خطاب فرمایا۔ ذیل میں حضرت مفتی صاحب کا درس پیشِ خدمت ہے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کی تقریر آئندہ شمارہ میں ہدیۂ قارئین کر دی جائے گی۔ انشاء اللہ۔ (ادارہ)

الحمد لله وکفی وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفی، اما بعد! پس مناسب ہے کہ طلبہ علمِ حدیث کیلئے علمِ حدیث کے کچھ مزایا پیش کئے جائیں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، ان رجالا یاتونکم من اقطار الارض یتفقهون فی الدین فاذا اتوکم فاستوصوا بهم خیرًا۔ (رواہ الترمذی) "یعنی زمین کے اطراف اور طبقات سے لوگ علمِ دین حاصل کرنے کے لیے تمہارے (اہل مدینہ کے) پاس آئیں گے پس اُن کے متعلق میری یہ وصیت قبول کرو کہ تم اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرو گے"۔ اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنن دارمی بکسر الراء میں مروی ہے: کان اذا رأی طلبة العلم قال مرحبا بطلبة العلم، و کان یقول ان رسول الله صلی الله علیه وسلم اوصی بکم "یعنی حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب علمِ دین کے طلبہ کو دیکھتے تو ان کو مرحبا کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرنے کے متعلق وصیت فرمائی ہے"۔

پس اساتذہ اور مہتممین اور علماء اور قدیم طلبہ کے لیے یہ ضروری ہے کہ ان طلبۂ دین کو مرحبا مرحبا کہیں اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں، ان کی حوصلہ افزائی کریں، ان کی دلجوئی کریں کہ یہی مسنون طریقہ ہے۔ ہمارے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کو طلبہ کی جائے سکونت کی کمی کا احساس ہے، ان کو اس پریشانی کی وجہ سے نیند نہیں آتی ہے۔

حدیث کے بہت سے مزایا اور فضائل ہیں میں صرف دس مزایا ذکر کرنے پر اکتفا کر[illegible] اور اختصار سے عرض کروں گا۔

(۱) **حدیث** دین کے چار اصولوں میں سے ایک اصل اور دلیل ہے۔ دین کے چار اصول ہیں، قرآن، حدیث، اجماع، قیاس اور اعتبار۔ قرآن مجید نے ان چاروں اصولوں کی طرف راہنمائی کی ہے، پس جو شخص ان اصولوں میں سے کسی ایک اصل کا انکار کرے تو وہ قرآن کا انکاری ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ مِنَ الْکِتٰبِ وَمُھَیْمِنًا عَلَیْہِ فَاحْکُمْ بَیْنَھُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ (سورۃ المائدہ) ع آفتاب آمد دلیلِ آفتاب اور فرماتے ہیں، مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (سورۃ) اور فرماتے ہیں: وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ (سورۃ النساء) اور فرماتے ہیں: فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ۔ (سورۃ الحشر) ان آیاتِ مقدسہ میں ان ہی اصولِ اربعہ کی طرف راہنمائی کی گئی ہے۔ بہرحال حدیث دین کے اصول میں سے ہے اور جو ملحد اور زندیق اپنے الحاد اور زندقہ کی اشاعت کرنا چاہے تو وہ اوّلاً حدیث کا انکار کرتا ہے تاکہ اُس کو اس اشاعت میں آسانی ہو۔

(۲) حدیث قرآنِ کریم کی شارح ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: لتبیّن لہم ما نزّل الیہم (سورۃ النحل) قرآن مجید میں نہ فرائض کے اوقات کا واضح طور سے ذکر ہے نہ تعدادِ رکعات کا ذکر موجود ہے۔ یہ شرح اور وضاحت حدیث میں مروی ہے۔ تو بہرحال قرآن کی وہ وضاحت اور شرح مقبول ہوگی جو کہ حدیث میں مروی ہو۔ مثلاً خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ سے یہ مراد ہوگا کہ بعثتِ آخر کے بعد نبوت کا محل مکمل ہُوا، نہ کسی بروزی نبی کے لیے جگہ باقی رہی اور نہ ظلی کے لیے، اس کے بعد کسی کو منصبِ نبوت سے فائز نہ کیا جائے گا۔

(۳) حدیث قرآن کی صیانت اور حفاظت کرتی ہے۔ قرآن مجید میں تحریفِ لفظی کی جرأت کوئی نہ کر سکا، البتہ تحریفِ معنوی کی بہت سے زنادقہ نے کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوئے، اہلِ علم نے حدیث کی برکت سے ان کو کامیاب نہ ہونے دیا۔

(۴) حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت کا سبب ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العلماء ورثۃ الانبیاء۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد علماء ہی آپ کے وارث اور جانشین بنے اور دین کی حفاظت اور اشاعت میں کوئی کوتاہی نہیں کی، اور ہر دور میں اسلام اور انسان کے ہر دشمن کا مقابلہ کیا، بے سروسامانی اور اہلِ دنیا کو ظاہری احتیاج کے باوجود مداہنت میں مبتلا نہ ہوئے۔

(۵) حدیث نضارتِ وجوہ (چہروں کی تازگی) کا سبب ہے۔ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔ نضر اللہ عبدا سمع مقالتی فحفظہا ووعاہا واداہا۔ (رواہ الترمذی وغیرہ) اسی دعاء نبوی

کی وجہ سے محدثین حضرات کے چہرے تروتازہ ہوتے ہیں۔ علم منطق وغیرہ آلی علوم بہت کام کے علوم ہیں، حدیث انما الاعمال بالنیات کی بناء پران کا پڑھنا اور پڑھانا موجب ثواب ہے لیکن نضارت وجوہ کی دعاء نبوی ان کے حق میں مروی نہیں ہے یہ صرف علم حدیث کی خصوصیت ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہ العزیز فرمایا کرتے تھے کہ اس حدیث شریف میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ محدثین مطمئن رہیں گے اور ان کو باعزت ذریعہ معاش حاصل رہے گا۔

(۶) حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کا سبب ہے، جیساکہ طبرانی میں مروی ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللّٰھم ارحم خلفاءی، قلنا من خلفاءك، قال الذین یروون الاحادیث ویعلمونھا الناس۔ (ترجمہ) یا اللہ! میرے خلفاء پر رحم فرما، عرض کیا گیا آپ کے خلفاء کون ہیں؟ فرمایا میرے خلفاء وہ لوگ ہیں جو حدیث کی روایت کرتے ہیں اور لوگوں کو حدیث سکھاتے ہیں۔

(۷) علم حدیث کثرت درود وسلام کا سبب ہے اور قیامت کے دن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کا ذریعہ ہے۔ کما فی روایۃ الترمذی عن ابن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اولی الناس بی یوم القیمۃ اکثرھم علیّ صلاۃ۔ (ترجمہ) قیامت کے روز سب سے زیادہ میرے قریب وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھتے ہیں۔

(۸) حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک مجالس کی یاد دلاتی ہے، بعض اوقات درس حدیث کے دوران قلب پر غیر ارادی طور سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس مبارک کا ایک جلوہ نازل ہوتا ہے جیساکہ گرمی کے موسم میں دریا کے کنارے پر بیٹھے ہوئے لوگوں پر سرد ہوا کا جھونکا قلب وروح میں سرور کا باعث ہوتا ہے۔

(۹) علم حدیث تمام علوم سے افضل ہے حتیٰ کہ علم تفسیر سے بھی افضل ہے۔ کیونکہ ماسوائے فقہ، تفسیر، حدیث کے دیگر علوم آلیات ہیں مقصود نہیں ہیں، اور فقہ اور تفسیر کی عبارات غالباً علماء کے اقوال ہوتے ہیں اور حدیث کی عبارات اقوال رسول اور افعال رسول ہوتے ہیں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱۰) علم حدیث سے انسان میں رواداری اور انصاف پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ علم حدیث پڑھنے والے کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ہر مجتہد کے مذہب کی بناء قرآن اور حدیث پر ہے۔ بعض احادیث کا ظاہر ہمارے لیے مؤید ہوتا ہے اور بعض میں ہم تاویل کے محتاج ہوتے ہیں، اور بعض احادیث کا ظاہر مخالفین کے لیے مؤید ہوتا ہے اور بعض میں وہ تاویل کے محتاج ہوتے ہیں۔

ہمارے علم میں چاروں ائمہ کے مقلدین میں یہ شیوہ باقی ہے، البتہ موجودہ دور کے بعض متعصب اور تشدد پسند اہل حدیث انتشار پھیلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رفع الیدین کی حدیث بخاری شریف

میں ہے جو کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے اور مخالف کے پاس ابوداؤد شریف کی حدیث ہے ۔۔۔ تو مختصر طور سے عرض ہے کہ آپ اہلِ حدیث ہیں یا اہلِ بخاری ؟ تمہارے کلام سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ اہلِ بخاری ہیں اہلِ حدیث نہیں ہیں ۔ الحمدللہ اہلِ حدیث ہم ہیں کہ ہر حدیث پر قواعد کے موافق عمل کرتے ہیں، نیز یہ ہم مانتے ہیں کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح بخاری ہے، لیکن آپ سے یہ پوچھتے ہیں کہ یہ تو شر القرون کے مشائخ کا مقولہ ہے نہ قال اللہ ہے نہ قال الرسول ہے نہ خیر القرون سے مروی ہے، تو آپ کے لیے اس پر تمسک زیبا نہیں ہے اس پر تمسک مقلدین کے لیے زیبا ہے ۔۔۔ نیز اصح الکتب ہونے سے یہ لازم آتا ہے کہ تعارض کے وقت یہ حدیث مرجوح نہیں ہوتی ہے البتہ منسوخ ہوسکتی ہے، جیساکہ قرآن کریم تمام کتب سے اصح اور اثبت ہے تو کسی آیت کو مرجوح نہیں کہا جاسکتا ہے منسوخ ہوسکتا ہے ۔ ہمارے پاس رفع الیدین کے منسوخ ہونے کے قرائن اور شواہد موجود ہیں ۔

بہر حال ہمارے اکابر کا درسِ حدیث جامع مانع ہوتا ہے اس میں ہر قسم کے مسائل زیرِ بحث لائے جاتے ہیں اور سیاست بھی ۔ اس سلسلہ کے امور ہمارے محترم (جناب محترم مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم حقانیہ) ذکر کریں گے ۔ ہمارے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم احادیث ذوق وشوق سے پڑھیں اور اتباعِ سنت کیا کریں ۔ کویت وغیرہ کے ریال اور دراہم سے بچیں، لیکن اتباعِ سنت کا یہ مطلب نہیں کہ ہم مجتہد بنیں یا اہلِ حدیث بنیں ۔۔۔ یہ فقہ، قرآن وحدیث اور آثار کا خلاصہ ہے اور علم ومعرفت اور احکام و استنباطِ مسائل کی پکی پکائی روٹی ہے ۔

سلسلۂ مطبوعات مؤتمر المصنفین (۲۲)
معروف سکالر، عظیم داعی، مفسر قرآن، شارح حدیث
حضرت العلامہ مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ کے علمی و دینی مکتوبات کا مجموعہ
کشکولِ معرفت
تالیف: عبدالقیوم حقانی
پیش لفظ: مولانا سمیع الحق مدیر ماہنامہ "الحق"
علم و عمل، دین و دنیا، مسنون وظائف، مفید کتابوں کا تعارف، مغربی سیاست کی مضرت، دینی سیاست کی ضرورت، تصوف و سلوک اور شریعت وطریقت کی جامعیت کا دلچسپ مرقع
مؤتمر المصنفین
دارالعلوم حقانیہ ○ اکوڑہ خٹک
پشاور (پاکستان)